

## حمد (خواجہ الطاف حسین حالی) (بورڈ 2017ء)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
عُسرَت	غربت/تنگی/نااداری	حمد	ایسی نظم جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی گئی ہو۔
اتالیق	استاد/تربیت دینے والا	قُبَلان	پہلے
خلعتِ سلطانی	شاہی لباس/سات پارچوں پر مشتمل لباس جو بادشاہ کی طرف سے عطا ہو	مَنگن	مصروف/محو
مُرتب کرنا	ترتیب دینا	مُعَزَّز	عزت والا
رُکاو	شکوہ/شکایت	آفاق	افتق کی جمع/دنیا
بھید	راز	مُحِیط	گھیرنے والا/چھایا ہوا
مہک	خوشبو	صبا	صبح کی ہوا
ناخُرم	نا آشنا	وابستگی	تعلق/جڑا ہوا ہونا
جدا	الگ/منفرد	گملى	چادر
مُقَدَّم	واجب/اہم/پہلا	مُحَرَّم	رازدار/آشنا
گدا	فقیر/سوالی	مُصَاحِب	خاص دوست/پاس بیٹھنے والا
حَمْدِ سَرا	اللہ کی تعریف کرنے والا	سُوانِجِ رُنگار	کسی شخص کے حالات زندگی لکھنے والا
تَفْقِیدِ رُنگار	نقاد/خوبیاں اور خامیاں بتانے والا		

تشریح اشعار

شعر نمبر 1:

قبضہ ہو دلوں پر کیا اور اس سے سوا تیرا  
اک بندہ نافرماں ہے حمد سرا تیرا

تشریح: پالنے والے مجھ جیسا نافرمان بندہ تیری حمد کر رہا ہے تو یہ دلوں پر تیرے قبضے کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ جو شخص اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ جو حقوق اللہ کی ادائیگی میں احتیاط اور ذمہ داری برتتا ہو، اس کا اللہ کی حمد و ثنا کرنا سمجھ میں آتا ہے کہ اس کے ایمان و عمل کا تقاضا ہے کہ وہ بارگاہ خداوندی میں حمد و سرا ہو لیکن وہ شخص جو اس کے فرامین پر عمل نہ کرتا ہو۔ جو من مانی کا قائل ہو۔ جس کے لیے اس کی خواہشات اور اس کی مرضی ہی سب کچھ ہو اگر وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کر رہا ہو تو یہ بات سوچنے کی دعوت دیتی ہے۔

عظمت تیری مانے بن کچھ بن نہیں آتی یاں  
ہیں خیرہ و سرکش بھی دم بھرتے سدا تیرا

خواجہ الطاف حسین حالی کا موقف یہ ہے کہ میں جب اپنے اعمال کو دیکھتا ہوں ان کا تعین کرتا ہوں تو اندازہ ہوتا ہے کہ میں تمہارے احکام کی اطاعت نہیں کر رہا میرا شمار ترے نافرمان بندوں میں ہوتا ہے، لیکن پھر بھی تیری تعریف میری زبان پر ہے تو یہ تیری قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ میرا ارادہ میرے تابع ہے لیکن میرا دل میری روح تیری بارگاہ میں سر تسلیم خم کیے ہوئے ہے شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی  
مرے جرم خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ بے شک انسان ظالم اور جاہل واقع ہوا ہے ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے 'بیشک انسان جلد باز واقع ہوا ہے' انسان ہے ہی خطا کا پتلا۔ حالی کا موقف یہ ہے کہ میں ذی کار ہوں میں خدا کے احکام پر عمل نہیں کرتا لیکن پھر بھی اس کی تعریف کرتا ہوں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دلوں پر فقط اللہ تعالیٰ ہی کی حکومت ہے۔

شعر نمبر 2:

گو سب سے مقدم ہے حق تیرا ادا کرنا  
بندے سے مگر ہو گا حق کیسے ادا تیرا (بورڈ 2017ء)  
(بورڈ 2015ء)

تشریح: انسان کے لیے سب سے پہلے اللہ کے حقوق کو ادا کرنا فرض ہے لیکن انسان کمزور واقع ہوا ہے اس سے اللہ کی ان گنت نعمتوں کا شکر ادا کرنا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر خالق کائنات ہے تو وہ رب العالمین ہے یعنی سب جہانوں کا پالنے والا، کوئی اپنا ہو یا پرایا، دوست ہو یا دشمن وہ اپنی نعمتوں کے عطا کرنے میں کوئی امتیاز نہیں کرتا

پہنچتا ہے ہر اک سے کش کے آگے دور جام اس کا  
کسی کو تشنہ لب رکھتا نہیں ہے لطف عام اس کا

وہ ایسا عطا کرنے والا ہے کہ اس سے بعض اوقات مانگنے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی وہ دلوں کے بھید جانتا ہے مانگنے سے پہلے ہی عطا کر دیتا ہے اس شان کریبی نے ارادوں کو لیا بھانپ

کہنے نہ پایا تھا ابھی حرف دعا میں

حالی کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتیں ہمیں حاصل ہیں اور ہم پر لازم ہے کہ ہم ان نعمتوں کا شکر ادا کریں لیکن ہمارے لیے ایسا ممکن نہیں کہ اللہ کے جو حقوق اپنے بندوں پر ہیں انہیں پوری طرح ادا کرنا ممکن نہیں انسان اگر اپنی جان بھی دے دے تو کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ زندگی بھی تو اسی کی عطا کی ہوئی ہے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی  
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حالی انسانوں کے عجز کا اعتراف کرتے ہیں کہ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ اللہ کا حق ادا کر سکتا ہے تو یہ اس کی خام خیالی ہے۔ انسان عاجز و مجبور ہے اس کی صلاحیتیں محدود ہیں اس کا ظرف محدود ہے وہ چاہے بھی تو احسن طریقے سے اللہ کے حقوق ادا کرنا ممکن نہیں!

محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم  
کچھ گہ نہ سکا جس پر یاں بھید کھلا تیرا

(بورڈ 2016ء)

تشریح: پالنے والا جو تجھے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے اس کی حالت بھی ویسی ہے جو تجھے جاننے سے قاصر ہے کیونکہ جس کسی نے بھی توحید



کے راز کو سمجھا وہ اس کا اظہار نہیں کر سکا۔ انسان کی صلاحیتیں محدود ہیں وہ اپنی ان محدود صلاحیتوں کی بناء پر خداوند تعالیٰ کے بارے میں کچھ نہیں جان سکتا۔

لاکھ پردوں میں تو ہے بے پردہ  
سو نشانوں میں بے نشان تو ہے  
خداوند تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے جبکہ انسان کے لیے ممکن نہیں کہ وہ ہر اس مقام تک پہنچ سکے جہاں اللہ تعالیٰ ہے۔

دوسرا کون ہے جہاں تو ہے  
کون جانے تجھے کہاں تو ہے  
خواجہ الطاف حسین حالی کا موقف یہ ہے کہ اول تو خدا کو جاننے کا دعویٰ کرنا ہی محل نظر ہے لیکن اگر کسی شخص کو تو حید کا کچھ شعور حاصل ہو بھی جائے تو وہ مکمل آگہی نہیں ہو سکتی یہ اسے جاننے کا دعویٰ کرنے والا اور اسے نہ جاننے والا برابر ہو جاتے ہیں کہ جب آپ کچھ محسوس نہ کریں لیکن اپنے احساس کو لفظوں کا روپ نہ دے پائیں اس کا اظہار نہ کر سکیں تو پھر جاننے کا دعویٰ محض دعویٰ رہ جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہونے کا احساس تو کیا جاسکتا ہے اس کی نشانیاں اس کے ہونے کا پتہ دیتی ہیں لیکن اسے پہچانا مخلوق کے بس کی بات نہیں کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ اللہ کو صحیح معنوں میں جانتا ہے یا پہچانتا ہے کیونکہ انسان عاجز و بے بس ہے۔

شعر نمبر 4: جتنا نہیں نظروں میں یاں خلعتِ سلطانی  
گملی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا

تشریح: جنہیں خداوند تعالیٰ کی طرف سے گدڑی بھی عطا ہو جائے تو وہ بادشاہوں کی طرف سے عطا کیے ہوئے قیمتی ملبوسات کو اہمیت نہیں دیتے انسان چاہتا ہے کہ اسے اختیار و اقتدار حاصل ہو لیکن ہر فرد کے لیے اسے حاصل کرنا ممکن نہیں تو پھر ایسے افراد ان لوگوں کی قربت تلاش کرتے ہیں جنہیں اقتدار و اختیار حاصل ہوتا ہے۔ ماضی میں بادشاہ اقتدار و اختیار کا منبع سمجھا جاتا تھا، چنانچہ لوگ بادشاہ کی قربت حاصل کرنے کی کوشش کرتے اگر کسی کو یہ قربت حاصل ہو جاتی تو بادشاہ اسے خلعت (لباس فاخرہ) عطا کرتا، جسے خلعت ملتا وہ اس پر اتراتا پھرتا، اسے فخر و مباہات کا باعث سمجھتا۔ موالانا حالی کا موقف یہ ہے کہ جو بارگاہ خداوندی کے فقیر ہو جاتے ہیں انہیں اپنی پھٹی پرانی گدڑی میں وہ لطف حاصل ہوتا ہے کہ بادشاہوں کے خلعت انہیں نہیں جتے۔

وہ جو تیرے فقیر ہوتے ہیں  
آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

جس شخص پہ زندگی کی حقیقت واضح ہو جائے تو اس کے لیے زندگی کی آسائشیں بے معنی ہو جاتی ہیں حضرت علی کا ارشاد ہے کہ اس دنیا کی نعمتیں میرے لیے بکری کی چھینک سے بھی کم تر ہیں۔ دنیا کا لفظی معنی ہی ادنیٰ اور گھٹیا چیز کے ہیں۔ جن لوگوں کو چشم بینا حاصل ہو جائے وہ اس دنیا کی آسائشوں کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔

ان کی آنکھوں میں شوکت جیتی نہیں کسی کی  
آنکھوں میں بس رہا ہے جن کی جلال تیرا

ایسے افراد اپنے بوسیدہ لباس میں بھی خوش و خرم رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ بارگاہ خداوندی سے حاصل ہوا ہے اس جیسا دنیا میں کہیں سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

شعر نمبر 5: تو ہی نظر آتا ہے ہر شے پہ محیط ان کو  
جو رنج و مصیبت میں کرتے ہیں گھا تیرا

تشریح: جو لوگ مصیبت میں گرفتار ہونے پر تیری شکایت کرتے ہیں انہیں بھی تو ہی سارے عالم پر چھایا ہوا دکھائی دیتا ہے اور شاید اسی لیے وہ تیرے سے گلہ بھی کرتے ہیں۔ انسانی فطری طور پر اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتا ہے، اگر ایسا ممکن ہو تو انسان خوش اور راضی رہتا ہے لیکن ہر کام انسان کی مرضی کے مطابق ہو ایسا ممکن نہیں۔ حضرت علیؑ کا ارشاد ہے کہ میں نے ارادوں کے ٹوٹنے سے اللہ کو پہچانا ہے۔ جہاں کوئی کام انسان کی مرضی کے مطابق نہ ہو وہاں اللہ کے نیک بندے تو اللہ سے رجوع کرتے ہیں ارشاد خداوندی ہے۔ جب اللہ کے شکر گزار بندوں پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس کی طرف سے آئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

دوسری طرف کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اللہ کی حکمت کو نہیں سمجھتے جو اپنی جلد باز طبیعت کے باعث یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرنے لگتے ہیں۔

کبھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے  
بات کہنے کی نہیں تو بھی تو ہر جا کی ہے

حالی کا موقف یہ ہے کہ شکوہ کرنے والے افراد کا شکوہ شکایت اپنی جگہ لیکن انہیں بھی ہر طرف خدا ہی محیط نظر آتا ہے، ان کا گلہ و شکوہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی قدرت کاملہ پر یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی مرضی سے ہو رہا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا کمال ہے کہ شکر کرنے والے ہوں یا شکایت کرنے والے سارے بندے اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کا اقرار کرتے ہیں یہ اقرار نہیں تو بلا واسطہ ہوتا ہے اور کہیں بالواسطہ لیکن یہ ممکن نہیں کہ مخلوق اس کے اختیار و اقدار کا اقرار نہ کرے۔

شعر نمبر 6: آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری (بورڈ 2017ء)

گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام، صبا تیرا

تشریح: صبح کی ہوا ہر طرف اللہ کا پیغام لے کر جاری ہے اگر کب تک اس کی خوشبو ہر طرف نہیں پھیلے گی، صبح کے وقت جب ہوا چلتی ہے تو وہ پھولوں کی خوشبو ہر طرف بکھیرتے ہوئے چلتی ہے، حالی کا موقف یہ ہے کہ جس طرح صبا پھولوں کی مہک ہر طرف پہنچا دیتی ہے اسی طرح تو حید کا پیغام بھی ہر طرف پھیل کر رہے گا۔ ارشاد ہے کہ:

حق آیا تو باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے ہی کے لیے تھا۔

انسان اگر غور و فکر سے کام لے تو اسے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ کائنات بغیر کسی پیدا کرنے والے کے وجود میں نہیں آ سکتی یہ دن اور رات کا تبدیل ہونا، سبزے کا اگانا، پھولوں کا کھلنا، ہواؤں کا چلنا، موسموں کا بدلنا، فصلوں کا پکنا، ہر چیز اس کے ہونے کی گواہی دیتا ہے۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون  
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب  
کون لایا کھینچ کر پچھتم سے باد سازگار



خاک یہ کس کی ہے کس کا ہے یہ نور آفتاب  
کس نے بھردی موتیوں سے خوشہ گندم کی جیب  
موسموں کو کس نے سکھائی ہے خوئے انقلاب

جوں جوں انسان قوانین فطرت کو سمجھتا جاتا ہے اس کے لیے اثبات حق کرنا آسان ہوتا جا رہا ہے، حالی کا موقف یہ ہے کہ وہ دن دور نہیں جب ہر طرف حق کا بول بالا ہوگا، توحید کی صدائیں پوری دنیا میں بلند ہو رہی ہوں گی، لوگ حقیقی مذہب کو اپنائیں گے، باطل قوتوں کو شکست فاش ہوگی اور پھولوں کی خوشبو کی طرح ہر طرف توحید کا پیغام پہنچ جائے گا۔

شعر نمبر 7:  
ہر بول ترا دل سے ٹکرا کے گزرتا ہے  
کچھ رنگ بیاں حالی ہے سب سے جدا تیرا

(بورڈ 2016ء)

تشریح: حالی تمہاری شاعری کا انداز سب سے مختلف ہے اس لیے تیری ہر بات دل کو چھو لیتی ہے۔ اردو شاعری کی روایت میں خواجہ الطاف حسین حالی کی شاعری وہ سنگ میل ہے جہاں قدیم اور جدید شاعری آپس میں ملتی ہے۔ سرسید احمد خان کے نظریات اور انجمن پنجاب کے شاعروں نے حالی کو قدیم انداز شاعری سے بے زار کر دیا اور انہوں نے اپنی شاعری کو عصری تقاضوں سے ہم کنار کیا، انہوں نے شاعری کے سادگی، خلوص اور جوش کو ضروری قرار دیا، انہی خصوصیات کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے خود بھی شاعری کی، چنانچہ حقیقت کے قریب ہونے کی بناء پر اور خلوص کی آمیزش کی بناء پر ان کی شاعری کا انداز صرف مختلف نہیں بلکہ دل کو چھو لینے والا ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے  
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

حالی تشریح طلب شعر میں تعالیٰ سے کام لیتے ہیں تعالیٰ یعنی اپنے آپ کو اعلیٰ سمجھنا، شاعری میں تعالیٰ کو جائز سمجھا جاتا ہے اور میر حالی کی تعالیٰ، تعالیٰ محسوس نہیں ہوتی حقیقت حال معلوم ہوتی ہے، کیونکہ حالی کی شاعری چاہے وہ غزل ہو یا نظم اصلاحی شاعری ہو یا ملی و قومی شاعری ان کی شاعری کا ہر انداز منفرد اور پر لطف ہے ان کے یہاں ایک نئے پن کا احساس ہے، جہاں پر تازگی کا احساس ہو وہاں انسان کا قلب و ذہن کھینچتا ہے اور یہ آسان کام نہیں۔

خشک سیروں تن شاعر کا لہو ہوتا ہے  
تب نظر آتی ہے اک مصرع تر کی صورت

حالی نے اپنی شاعری کے ذریعے آنے والی نسلوں کے لیے ایک سمت ایک راستہ متعین کیا ہے کہ وہی شاعری باقی رہے گی جو اپنا تعلق حقیقت اور معروضی سچائی سے جوڑے گی۔

(بورڈ 2016ء)

﴿مرکزی خیال﴾

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شے پر محیط ہے۔ کوئی بشر اس کی عظمت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اے اللہ! تیرا قبضہ ہر ایک دل پر ہے اور انسان سے ممکن نہیں کہ تیری نعمتوں کا شکر ادا کر سکے۔ تیرے در کا گدا دنیاوی شان و شوکت کو اہمیت نہیں دیتا۔ رنج و غم میں لوگ تجھے ہی پکارتے ہیں۔ کائنات کے ذرے ذرے سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے جلوے نظر آتے ہیں۔

(بورڈ 2016ء)

﴿خلاصہ﴾

اس نظم میں الطاف حسین حالی اللہ رب العزت کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے اللہ! تیرا قبضہ ہر ایک دل پر ہے۔ اسی وجہ سے اک نافرمان بندہ تیرا حمد سرا ہے۔ اگرچہ سب سے اول تیرا حق ادا کرنا ہے مگر تیری بندگی کا حق کس سے اور کیونکر ادا ہو۔ تجھے جاننے والے اور نہ

جاننے والے سب برابر ہیں۔ جنہوں نے تیری ذات کو پہچان لیا ان کی نظروں میں شاہی پوشاک اور اقتدار کی کوئی اہمیت نہیں رہتی بلکہ وہ تیری محبت میں گرفتار ہو کر اپنی دنیا میں مگن رہتا ہے۔ کائنات کی ہر چیز میں تیری قدرت نظر آتی ہے اور رنج و غم میں لوگ تجھے ہی پکارتے ہیں۔ ہوا ہر طرف تیری خوشبو بکھیر رہی ہے۔ شاعر کا ہر بیان دل پر اثر کرتا ہے۔ اور اس کا انداز بیان منفرد اور جدا ہے۔

### سوالات

۱۔ حمد کے حوالے سے درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

- (الف) کون سا بندہ حمد سرا ہے؟ جواب: بندہ نافرماں (حالی) حمد سرا ہے۔  
 (ب) کس کا حق سب سے مقدم ہے؟ جواب: اللہ تعالیٰ کا حق سب سے مقدم ہے۔  
 (ج) محرم اور نامحرم میں کیا فرق ہے؟ جواب: محرم جاننے والا اور نامحرم نہ جاننے والا ہوتا ہے۔  
 (د) اللہ کا گدا کس میں مگن رہتا ہے؟ جواب: اللہ کا گدا اپنی کلی میں مگن رہتا ہے۔ (بورڈ 2016ء)  
 (ہ) باد صبا گھر گھر کیا لیے پھرتی ہے؟ (بورڈ 2015ء) جواب: باد صبا گھر گھر اللہ کا پیغام لیے پھرتی ہے۔

۲۔ اس حمد میں شاعر نے اللہ تعالیٰ کی کون کون سی صفات بیان کی ہیں؟

جواب: شاعر نے بیان کیا ہے کہ ہر دل پر اللہ کا قبضہ ہے، لوگ اسے جان نہ سکے، ہر شے میں اسی کا نور اور ہر طرف اس کی خوشبو ہے۔

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ و مرکبات کے معنی لکھیں۔ مقدم، محرم، خلعتِ سلطانی، محیط، آفاق، بندہ نافرماں

الفاظ	مقدم	محرم	خلعتِ سلطانی	محیط	آفاق	بندہ نافرماں
معانی	اہم	جاننے والا	بادشاہ کا لباس	مشمول	دنیا	حکم نہ ماننے والا انسان

۴۔ تیسرے شعر میں شاعر نے ”محرم“ اور ”نامحرم“ کو کس لیے ایک جیسا قرار دیا ہے؟

جواب: شاعر نے تیسرے شعر میں ”محرم“ اور ”نامحرم“ کو ایک جیسا اس لیے قرار دیا کہ کوئی اللہ کو مکمل طور پر پہچان نہ سکا۔

۵۔ درج ذیل اشارات کی مدد سے حمد کا خلاصہ مکمل کریں۔

دلوں پر اللہ کا قبضہ..... نافرماں بندہ اور حمد سرا..... اللہ کی بندگی کا حق کس سے ادا ہو..... محرم و نامحرم برابر ہیں.....

خلعتِ سلطانی..... ہر شے پہ محیط ہے..... ہر طرف اس کی خوشبو ہے..... حالی کا بیان سب سے جدا ہے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے خلاصہ حمد۔

۶۔ اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔

بندہ نافرماں، حمد سرا، مقدم، محرم، خلعتِ سلطانی، رنج و مصیبت، آفاق، رنگ بیاں

جواب: بَندَہ نَافَرِماں حَمْدُ سَرا مُقَدِّمُ مَحْرَمُ خِلْعَتِ سُلْطانی رَنج و مُصِیْبَت آفاق رَنگِ بَیاں

مناسب لفظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

۷۔ (الف) گو سب سے..... ہے حق تیرا ادا کرنا

(ب) محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے.....

(ج)..... نہیں نظروں میں یاں خلعتِ سلطانی

(د)..... میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری

(ہ) ہر بول ترا..... سے ٹکرا کے گزرتا ہے

(مقدم)

(نامحرم)

(چچا)

(آفاق)

(دل)



۸۔ 'نافرمان' اور 'نامحرم' میں 'نا' سابقہ ہے۔ آپ ایسی پانچ مثالیں تلاش کریں جن میں 'نا' سابقہ کے طور پر استعمال ہوا ہو۔  
جواب: نادان، ناواقف، نازیبا، ناسمجھ، نالائق۔

۹۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	جواب
بندۂ نافرماں	مہک	حمہ سرا
مقدم	رنگ بیاں	حق
محرم	صبا	نامحرم
کملی	خلعتِ سلطانی	خلعتِ سلطانی
آفاق	نامحرم	مہک
پیغام	حق	صبا
بول	حمہ سرا	رنگ بیاں

کثیر الانتخابی سوالات:

- 1۔ چچا نہیں نظروں میں یاں .....  
(A) تاجِ سلطانی (B) اندازِ سلطانی (C) خلعتِ سلطانی (D) دولتِ سلطانی
- 2۔ الطاف حسین حالی کہاں پیدا ہوئے؟  
(A) لاہور میں (B) پانی پت میں (C) دلی میں (D) لکھنؤ میں
- 3۔ حالی کا خاندان کس کے دور میں ہندوستان آیا؟  
(A) غیاث الدین بلبن کے (B) اورنگ زیب عالمگیر کے (C) قطب الدین ایبک کے (D) محمود غزنوی کے
- 4۔ والد کا انتقال ہوا تو حالی کی عمر تھی۔  
(A) سات سال (B) آٹھ سال (C) نو سال (D) دس سال
- 5۔ حالی کی شادی کون سی عمر میں رضا مندی کے بغیر کر دی گئی؟  
(A) سولہ سال (B) اٹھارہ سال (C) بیس سال (D) سترہ سال
- 6۔ حالی حصارِ کلکٹری میں ملازم ہوئے۔  
(A) 1855ء میں (B) 1856ء میں (C) 1857ء میں (D) 1858ء میں
- 7۔ مولانا الطاف حسین حالی کس کے مصاحب رہے؟  
(A) مرزا غالب کے (B) بہادر شاہ ظفر کے (C) نواب مصطفیٰ خان کے (D) دیوان فضل اللہ کے
- 8۔ حالی کو کون سا خطاب ملا؟  
(A) خان بہادر (B) شمس العلماء (C) شاعر مشرق (D) سر
- 9۔ حالی کو شمس العلماء کا خطاب کب ملا؟  
(A) 1904ء میں (B) 1905ء میں (C) 1906ء میں (D) 1907ء میں

- 10- مولانا حالی کس کے مدرسے میں زیر تعلیم رہے؟  
(A) مولانا محمد قاسم نانوتوی (B) سر سید احمد خان (C) شاہ ولی اللہ (D) مولوی نواز شعلی
- 11- الطاف حسین حالی کے والد کا نام تھا۔  
(A) خواجہ اللہ بخش (B) خواجہ ایزد بخش (C) خواجہ اطہر بخش (D) خواجہ دین بخش
- 12- حالی علم کے شوق میں بیوی کو میکے چھوڑ کر چلے گئے۔  
(A) لاہور (B) دلی (C) امرتسر (D) لکھنؤ
- 13- حالی نے شاعری میں کس کی شاگردی اختیار کی؟  
(A) مرزا غالب (B) میر تقی میر (C) رفیع سودا (D) حیدر علی آتش
- 14- قبضہ ہو..... پر کیا اور اس سے سوا تیرا۔  
(A) انسانوں پر (B) دنیا پر (C) دلوں پر (D) ذہنوں پر
- 15- کب تک نہ پھیلے گی مہک تیری  
(A) کائنات میں (B) دنیا میں (C) آفاق میں (D) ارض و سماء میں
- 16- گوسب سے مقدم ہے تیرا ادا کرنا  
(A) شکر (B) حق (C) ذکر (D) حج
- 17- محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے۔  
(A) رحیم (B) کریم (C) نامحرم (D) رازق
- 18- کچھ کہہ نہ سکا جس پر یاں کھلا تیرا  
(A) بھید (B) ذکر (C) راز (D) رحم
- 19- تو ہی نظر آتا ہے ہر شے پہ ان کو  
(A) محیط (B) غالب (C) قابض (D) مالک
- 20- جورخ و مصیبت میں کرتے ہیں تیرا  
(A) شکر (B) ذکر (C) رگڑا (D) سہارا
- 21- دل سے ٹکرا کے گزرتا ہے تیرا ہر  
(A) شعر (B) بیان (C) قول (D) بول
- 22- اتالی کی تعریف بیان کی جاتی ہے:  
(A) حمد میں (B) نعت میں (C) قصیدہ میں (D) مرثیہ میں

(بورڈ 2016ء)



## جوابات

جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار	جواب	نمبر شمار
C	4	A	3	B	2	C	1
B	8	C	7	B	6	D	5
B	12	B	11	D	10	A	9
B	16	C	15	C	14	A	13
C	20	A	19	A	18	C	17
				A	22	D	21



Free Ilm .Com